بیادِ امیرِ شریعت

پروفیسر خالد شبیر احمد

درسِ جنوں وہ دے جو رشکِ قمر گیا — دو دن کی زندگی میں وہ کیا کیا نہ کر گیا
بجلی تھی رعد تھی کہ کرن آفتاب کی — ہر موئے تن کو میرے جو روشن سا کر گیا
آیا تو شوق میرا بھی لطف آشنا ہوا — وہ کیا گیا کہ دل کو ہی پتھر سا کر گیا
قبضہ ہے اس کا آج بھی میرے شعور پر — کیا خوب تھا وہ شخص کہ دل میں اتر گیا
میں معترف ہوں آج بھی اس کی ہی ذات کا — جس کا جنون و عشق میں ذکر اوج پر گیا
اس کے خلوص و مہر میں کیا خوب تھی کشش — ہر ایک دل میں اپنا بنا کر وہ گھر گیا
یہ بھی ہے اس کی نظرِ کرم کا ہی سلسلہ — عزم و جنوں کا ولولہ جو دل میں بھر گیا
ہے اس سے میرا واسطہ اک لازوال سا — جس کا پیام لے کے میں ہر اک نگر گیا
قدموں پہ جس کے سرنگوں تھا قادیانی کفر — جرأت سے اپنی ان کو وہ مرعوب کرگیا
”صَر صَر کی چوٹ کھا کے صبا ختم ہوگئی“ — جھونکا تھا دلربا سا جو آیا گزر گیا
چشمِ فرنگ خیرہ ہوئی جس کے نور سے — اُس کا جنوں تھا رختِ سفر کام کر گیا
آیا تو ساری قوم تھی ظلمت میں غوطہ زن — لے کر وہی تو قوم کو سوئے سحر گیا
ہر لب پہ اس کے نغمے ہیں جو آج بھی سجے — پھر کیوں کہیں کہ رائیگاں اس کا سفر گیا؟
وہ شہپرِ شعور تھا وہ شوکتِ جنوں — کس اوج پہ اس شخص کا ذوق نظر گیا
اس جیسا کوئی دیکھا نہ بعد اس کے کوئی اور — قطرے کو موج، موج کو قلزم سا کر گیا
آنکھیں ہیں میری اب بھی جدائی میں اشکبار — مرقد پہ اُس کے جب گیا با چشمِ تر گیا
عشق و جنوں کے قافلے اس سمت چل پڑے — اس صف شکن کا تذکرہ خالدؔ جدھر گیا